AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

الفقہ الاکبر کا منہج واسلوب

The Methodology and Style of Al-Fiqh al-Akbar

Binish Shahzadi

M.Phil Scholar Department of Islamic Studies, MIU Nerian Sharif AJ&K.

Email. binishbinishshahzadi@gmail.com

Dr.WajidMehmood

Assistant Professor, MIU Nerian Sharif AJ&K.

Email. wajidmahmood95@gmail.com

Fareen Kanwal

M.Phil Scholar Department of Islamic Studies, MIU Nerian Sharif AJ&K.

Email. farhiifarhii3@gmail.com

Abstract

When Allah Almighty created the creation, He sent different prophets to guide them and the noble prophets continued to perform their duties in their respective eras. Similarly, When the last prophetﷺ came and spread the atmosphere of Islam everywhere and raised the voice of Islam, but when the Holy Prophetﷺ passed away from this world, the companions continued to perform their duties. And wherever a problem arose, then in the gatherings of the companions (may Allah be pleased with them) there would be some influences that would explain the solution to the problem .In our article, we will introduce Imam Abu Hanifa, whose name is Noman ,the Kunya of Abu Hanifa and the title of Imam Azam ,and along with this ,there are also opinions on his birth. According to one opinion, he was born in 80 AH, according to another opinion 70 AH, and according to another opinion 61 AH, and what was his school? And where did he get his education? We will explain this in our article .Along with this, about Imam Abu Hanifa, the Holy Prophet ﷺ gave good news about a fortunate person living in Persia. When Imam Muslim narrated this Hadith from Abu Hurairah (may Allah be pleased with them) , Abu Hurairah said , If religion reaches the highest point of the sky ,there will be a person living in Persia who will reach

it from there .Similarly , Imam Abu Hanifa's spirit of sincerity was the best, and after that ,the popularity of the Imam ,his asceticism and piety,and his generosity ,good character ,will be described . After that, we will explain all the issues of education, training and acquiring jurisprudence in our article. Along with this, we will talk about the method of compiling jurisprudence the method of deducing problems, analogy and isihsan. Imam Abu Hanifa had started paying attention to Hadith during the time of his teacher Hamad. Because meticulous research of jurisprudence issues that Imam Azam wanted could not be possible without the completion of Hadith. Imam Azam's journey began in Mecca and their were many teachers leaving in Mecca who were benefited by the companions and then he continued to teach and then after Imam Azam attained a high position in Mecca , he turned to Medina to acquire knowledge. He met many scholars in Madina and benefited from their services and knowledge. The number of Imam Sahib's teachers is said to be up to four thousand. Then comes the account of the death of Imam Abu Hanifa that he was poisoned without his knowledge. When the poison began to affect him, he met his true creator in state of prostration and died in 150 AH.

Keywords: Imam Abu Hanifa, Islamic Jurisprudence, Fiqh Development, Tābiʿīn Scholarship, Persian Prophecy Hadith

تمہید

جب مخلوق کو اللہ تعالی نے پیدا کیا تو ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے مختلف انبیاء کرام علیہ السلام کو مبعوث کیا جو کہ ہر دور میں اپنے فرائض منصبی سر انجام دیتے رہے ان پیغمبروں میں سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ تشریف لائے جنھوں نے اسلام کی فضا کو چار سو پھیلا دیا اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا بول بالا کر دیا لیکن جب یہ روشن مہتاب اس دنیا سے چل بسے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے فرائض کو سر انجام دینے لگے اور جہاں کہیں بھی کسی مسئلے میں مشکل پیش آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مسئلے پر غور وخوض کر کے اس کا حل نکالتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجالس میں کچھ ایسے حضرات بھی موجود ہوتے تھے جنھوں نے صحابہ کرام کے فیصلوں کو اپنی آنکھوں سے کرتے ہوئے دیکھا تھا جن کو تابعین کہا جاتا ہے ان تابعین میں سے ایک مشہور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں جنھوں نے دین کی خدمات میں اپنے فرائض سر انجام دیے اور اس مشن کے لیے انہوں نے بے شمار کتابیں لکھیں ان میں سے ایک الفقہ الا کبر ہے اس میں ابو حنیفہ نے چند علمی مسائل کا ذکر کیا ہے زیر بحث موضوع ابو حنیفہ کے حالات زندگی اور الفقہ الا کبر کے منہج واسلوب پر روشنی ڈالی جائے گی۔

تعارف:

آپ کا نام نعمان لقب امام اعظم کنیت ابو حنیفہ ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے نعمان بن ثابت بن نعمان بن المرزبان امام صاحب کے دادا زوطی اور پڑدادا ماہ کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں لیکن مذکورہ سلسلہ نسب میں امام صاحب کے دادا اور پڑدادا کے مذکورہ اسماء نعمان اور آپ کے پوتے مرزبان امام اسماعیل بن حماد کے بیان کردہ ہیں معلوم یوں ہوتا ہے کہ امام صاحب کے دادا کا اصل نام زوطی تھا جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کا نام بدل کر نعمان رکھ دیا اس طرح ماہ اور مرزبان بھی بظاہر ہم معنی الفاظ معلوم ہوتے ہیں ممکن ہے یہ ایک ہی اسم ہوں اور آپ کے پڑدادا کا لقب ہو نام ان کا کچھ اور ہو جیسے کہ مورخین نے یہی خیال ظاہر بھی کیا ہے

ولادت

امام اعظم ابو حنیفہ کی ولادت پر تین اقوال ملتے ہیں۔

1: سب سے پہلے قول کے مطابق آپ کی پیدائش 80 ہجری بتائی گئی ہے۔

2: دوسرے قول کے مطابق آپ کی پیدائش 70 ہجری بتائی گئی ہے۔

3: تیسرے قول کے مطابق آپ کی پیدائش 61 ہجری بتائی گئی ہے۔

خاندانی پس منظر

امام ابو حنیفہ کے خاندان کا تعلق کس شہر سے تھا اس کے متعلق مورخین مختلف رائے رکھتے ہیں۔ بعض مورخین کے نزدیک آپ کے خاندان کا تعلق بابل شہر سے تھا اور بعض مورخین کے نزدیک آپ کے خاندان کا تعلق ترمز جیسے شہروں سے تھا۔ تاہم مورخین کا اتفاق اس بات پر ہے کہ آپ فارسی النسل اور ایک آزاد خاندانی پس منظر رکھتے ہیں۔ آپ کا خاندان کسی بھی دور میں کبھی غلامی کا شکار نہیں ہوا ہے۔ امام صاحب کے ہی پوتے اسماعیل بن حماد کا بیان ہے:

میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہوں ہمارا تعلق فارس کے رہنے والے آزاد لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کی قسم ہم کبھی بھی غلامی کا شکار نہیں ہوئے۔[i]

تعلیم و تربیت

خلیفہ سلیمان کے دور خلافت میں جب تدریس کا سلسلہ عام ہو گیا تو ابو حنیفہ کے دل میں بھی ایک جذبہ ابھرا۔ اتفاق یہ ہے کہ انہی دنوں میں ایک ایسا ہی واقعہ رونما ہوا۔ جس نے ابو حنیفہ کے ارادے کو مزید پختہ کر دیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ ایک دن بازار میں جا رہے تھے کہ امام شعبی جن کا گھر راستے میں تھا۔ جیسے ہی وہ اپنے گھر سے نکلے تو ان کی نظر ابو حنیفہ پر پڑی تو انھوں نے یہ سوچا کہ یہ کوئی شاگرد ہے۔ فوراً آپ کو بلایا اور آپ سے پوچھا آپ کدھر جا رہے ہیں۔ تو ابو حنیفہ نے ایک سوداگر کا نام لیا۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا میرے پوچھنے کا یہ مطلب نہیں تھا بلکہ میں آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ تم کس سے پڑھتے ہو۔ آپ کے اس سوال کا جواب آپ نے انتہائی دکھ کے ساتھ دیا کہ میں کسی سے نہیں پڑھتا۔ شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے آپ میں قابلیت نظر آتی ہے آپ علماء کرام کی مجلس میں بیٹھا کریں۔ ان کے دل پر اس نصیحت نے ایسا اثر کیا کہ اس کے بعد وہ نہایت ہی جوش و جذبے کے ساتھ علم کے حصول کے لیے متوجہ ہو گئے۔

تعلیم کو حاصل کرنے کا ان کے اندر ایسا جوش و جذبہ تھا کہ اس شوق کو پورا کرنے کے لیے وہ کسی ایک شہر میں نہ ٹھہر سکے بلکہ تعلیم کو حاصل کرنے کے لیے انھوں نے مختلف شہروں کے سفر کیے۔

درس وافتاء

امام ابو حنیفہ نے اپنے استاد حماد کی زندگی میں ہی اجتہاد کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔ مگر ابو حنیفہ کا اپنے استاد کے ساتھ عقیدت کا جذبہ اس قدر تھا کہ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ جب تک میرے استاد زندہ ہیں اور میں ان کی موجودگی میں ہی اپنا کوئی الگ دربار بنالوں۔ وہ اپنے استاد کے ساتھ عقیدت اور محبت کے جذبے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جب تک میرے استاد زندہ رہے میں کبھی ان کے گھر کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سویا۔"

یہی وجہ ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کے استاد فوت ہو گئے تو اس کے بعد ان کا بیٹا اس قابل تھا کہ وہ اپنے باپ کی جگہ مسند کو سنبھال سکتا تھا ۔لیکن تمام لوگوں کی نظر امام ابو حنیفہ پر تھی اور آخر کار یہ مسند امام ابو حنیفہ کے ہی حوالے کر دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ جب امام ابو حنیفہ نے یہ خواب دیکھا کہ وہ پیغمبر خدا کی قبر نکال رہے ہیں۔ تو امام صاحب بہت ڈرے تو آپ نے اس خواب کی تعبیر کو مختلف علماء کرام سے پوچھا۔ سب علماء کرام کا یہی جواب تھا کہ آپ کے خواب کی تعبیر یہی ہے کہ آپ نبی کے دین کی خدمت کریں گے کچھ دنوں میں ہی آپ کی مجلس درس کی ایسی شہرت ہو گئی کہ کوفہ کی جتنی بھی چھوٹی درس گاہیں اور مجالس تھی آپ کے حلقہ درس میں آملیں۔ یہ آپ کی شہرت ہی کا کمال تھا کہ آپ کے استاد بھی آپ سے استفادہ حاصل کرنے لگے۔ پوری اسلامی دنیا میں اسپین کے علاوہ کوئی بھی ایسا کونہ نہ رہا جو آپ کی شاگردی سے فیض یاب نہ ہوا ہو ۔یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی قابلیت کی وجہ سے اپنے استاد کی وفات کے بعد کوفہ مکتبہ فکر کے بہت بڑے نمائندے ہو گئے۔[ii]

اسی وجہ سے ہی امام اعظم نے اپنے علم، ذہانت اور قابلیت کی وجہ ہزاروں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

امام ابو حنیفہ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بشارت

نبی کریم ﷺ نے اہل فارس میں رہنے والے ایک خوش نصیب شخص کے بارے میں خوشخبری دی۔ جب اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ اگر دین اوج ثریا پر بھی پہنچ جائے۔ تو فارس میں رہنے والا ایک شخص ایسا ہو گا جو اسے وہاں سے بھی پالے گا۔ محدثین کرام نے اس حدیث میں بشارت نبوی کا اطلاق امام ابو حنیفہ پر کیا ہے۔

ابو حنیفہ کے ذاتی اوصاف و کمالات

ابو حنیفہ ایک عالم کی صفات سے موصوف ایک گہری سوچ رکھنے والے اور ایک حاضر دماغ شخص تھے۔ آپ بہت بڑے حساس شخص تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ کے دشمن نے آپ کے لیے بدعتی اور زندیق کے الفاظ استعمال کیے۔ تو آپ نے صرف اس کو اتنا ہی کہا کہ خدا تجھے معاف فرمائے۔ میں نے جب سے اپنے رب کو پہچانا ہے میں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ میں تو صرف اپنے رب سے ہی معافی کا امیدوار ہوں اور صرف اسی سے ہی ڈرتا ہوں اور یہ کہہ کر آپ رونے لگے۔

اس شخص نے کہا آپ مجھے معاف کر دیں تو اس بات پر آپ نے اس سے کہا اگر کوئی جاہل غلطی سے مجھے کچھ کہہ دے تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی عالم غلطی کرے تو وہ نقصان اٹھائے گا کیونکہ علماء کی غیبت کے اثرات ان کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔

جذبہ اخلاص

امام اعظم نہایت ہی مخلص اور نفسانی خواہشات سے پاک شخص تھے۔ ان کے حوالے سے امام زفر نے ایک واقعہ نقل کیا ہے:

"ہم امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ہمارے ساتھ ابو یوسف بھی ہوا کرتے تھے۔ اور ہم امام ابو حنیفہ کے ہر قول کو نقل کر دیتے تھے۔ ایک دن ابو حنیفہ نے ابو یوسف سے مخاطب ہو کر کہا میری ہر بات کو نہ لکھا کر مجھے جو آج بات سوجھتی ہے کل چھوڑ دیتا ہوں۔ جو کل یاد آتی ہے پر سوں چھوڑ دیتا ہوں۔"[iii]

امام اعظم کی مقبولیت

امام اعظم جب مسند تدریس پر فائز ہوئے تو آپ کے طریقہ تدریس کے چرچے ملک کے چار سو پھیل گئے۔ دور دراز سے لوگ کوفہ آ کر آپ سے علم حاصل کرنے لگے۔ یہ ہجوم کوفہ میں ہی نہیں ہوتا بلکہ جب کبھی آپ سفر کے لیے باہر نکلتے تو جس گاؤں یا شہر سے گزرتے لوگوں کا ہجوم اسی طرح ہو جاتا یہاں تک کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں لوگوں کا ہجوم اس قدر ہو گا کہ مجلس میں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔[iv]

زہد و تقویٰ

امام ابو حنیفہ بہت عبادت اور پر ہیز گار شخص تھے۔ جتنا وقت وہ عبادت کرتے رہتے اتنی دیر ان کی طبیعت پر خاموشی طاری رہتی۔ جب بھی قرآن پڑھتے یا کسی کی تلاوت کو سنتے آنکھوں سے آنسو جاری رہتے اور دیر تک روتے رہتے۔[v]

عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ لوٹ مار کے سلسلے میں کچھ بکریوں کوفہ آ گئیں۔ اور وہ کوفہ کی بکریوں کے ساتھ مل گئی۔ جب امام ابو حنیفہ کو اس بارے میں خبر ملی۔ تو آپ نے بکریوں کے بارے میں لوگوں سے پوچھا کہ بکریاں کتنے عرصے تک زندہ رہتی تو دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ بکریاں سات سال تک زندہ رہتی ہیں۔ تو آپ نے سات سال تک بکریوں کا گوشت کھانا ترک کر دیا۔"[vi]

یہ ابو حنیفہ کا زہد و تقویٰ ہی تھا کہ جس نے انھیں اوج کمال تک پہنچا دیا تھا۔

حفص بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ابو حنیفہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نماز پڑھنے کے بعد مسجد کی مغرب کی دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ کے سامنے ایک شخص آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور یہ سوال کرنے لگا کہ اس مسجد کی چھت کتنی خوبصورت ہے۔ تو آپ نے اس کو جواب دیا میں نے چالیس سال سے کبھی چھت پر نظر نہیں ڈالی اس سوال کے جواب سے یہ معلوم ہوا کہ امام اعظم ہمیشہ اپنی نظروں کو نیچے رکھ کر مسجد میں داخل ہوتے اور گردن ہمیشہ جھکا کر باہر چلے جاتے۔[vii]

حفص بن عبد اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

"ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی شخص اس قدر لائق نہیں ہو سکتا کہ اس کی پیروی کی جائے کیونکہ امام اعظم فقہی، متقی اور پر ہیز گار ہیں کیونکہ انھوں نے علم کو ایسا منکشف کر کے رکھ دیا ہے کہ ایسا کوئی نہیں کر سکتا۔"[viii]

سخاوت، اخلاق حسن عہد کا بیان

قیس بن ربیع کہتے ہیں امام اعظم بہت ہی پر ہیز گار اور ملنسار شخص تھے۔ ان کے حوالے سے حفص بن حمزہ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

ایک مجلس تھی جس میں ایک شخص کچھ میلے کپڑے پہن کر بیٹھا ہوا تھا۔اور جب مجلس بر خاست ہونے لگی تو امام اعظم نے اس آدمی سے کہا آپ تھوڑی دیر کے لیے ادھر ہی رکنا۔اور جب سارے چلے گئے اور وہ اکیلا رہ گیا۔تو امام صاحب نے اسے کہا کہ وہ جائے نماز اٹھاؤ اور اس کے نیچے سے جو بھی کچھ ملے گا وہ تم لے جانا۔جب اس نے وہ جائے نماز اٹھائی تو اس کے نیچے سے دو ہزار درہم ملے تو امام اعظم نے اسے کہا کہ یہ لے جاؤ۔اور اپنی حالت ٹھیک کرو تو اس آدمی نے کہا کہ میں مالدار ہوں محتاج نہیں ہوں۔تو امام اعظم نے اس سے کہا کہ تمہیں وہ حدیث نہیں پہنچی ہے کہ اللہ آدمی پر اپنی نعمت کے نشان دیکھنا پسند کرتا ہے۔تمہیں چاہیے کہ اپنی حالت کو درست کرو تا کہ لوگ تمہاری وجہ سے پریشان نہ ہوں۔[ix]

امام اعظم ایک عالم، فقہی اور تابعی ہونے کے ناطے ایسے تمام کاموں سے دور رہتے جن کے کرنے سے ذرا سی بھی لغزش کا خطرہ ہو۔

علم فقہ کی تحصیل کا پس منظر

شروع شروع میں امام اعظم علم الکلام کے بڑے عاشق تھے۔لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے ان کی عمر اور تجربہ بڑھتا گیا ان کی طبیعت میں دلچسپی نہ رہی وہ یہ خود بیان کرتے ہیں کہ عمر کے آغاز میں میں علم الکلام کو سب سے افضل جانتا تھا کیونکہ مجھے اس بات پر یقین تھا کہ مذہب اور عقیدے کی بنیاد اسی پر ہے۔لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ خیال پیدا ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے تو کبھی اس طرف توجہ ہی نہ دی ان کی تمام توجہ صرف اور صرف فقہی مسائل پر ہے۔اور وہ تعلیم بھی اسی کی دیتے ہیں۔تو امام اعظم نے اپنی تمام تر توجہ فقہی مسائل پر دی ۔مسائل کے استنباط اور استخراج کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ کے سات اساسی اصول ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید و فرقان حمید۔
2. نبی کریم ﷺ کے اقوال،افعال و تقریرات۔
3. صحابہ کرام کا عمل اور ان کا فتاویٰ۔
4. اجماع:اہل علم حضرات کا کسی بھی دور میں کسی بھی مسئلے پر اتفاق کر لینا۔
5. قیاس:کسی ایسے مسئلے کا حکم جس کا بیان نہیں آیا ہے کسی ایسے مسئلے سے حل نکالنا ہے جس کا حکم معلوم ہو۔
6. استحسان:علماء کرام نے فرمایا ہے کہ قیاس کی دو قسمیں ہیں۔
7. پہلی قسم جلی اور واضح ہے اس کا اثر ضعیف ہوتا ہے دوسری قسم خفی اور غیر واضح ہوتا ہے اور اس کا اثر قوی ہوتا ہے۔
8. پہلی قسم کو قیاس کہا جاتا ہے دوسری قسم کو استحصان کہا جاتا ہے۔
9. وہ مروج طریقہ ہے جس پر بندگان خدا کا تعامل ہو۔[x]

امام اعظم کی فقہی خدمات

فقہ سے دلچسپی

امام اعظم کی توجہ فقہ کی طرف اس وقت مبذول ہوئی جب ایک عورت آپ سے ایک مسئلے کے متعلق پوچھنے آئی وہ مسئلہ طلاق کے متعلق تھا آپ کو اس مسئلے کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا تو آپ نے اس عورت کو اپنے استاد حماد جو کہ اس وقت زندہ تھے ان کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ ان سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھیں۔اور جب وہ آپ کو اس مسئلے کے بارے میں بتائیں گے تو واپس آتے ہوئے مجھے بھی بتا کہ

جانا جب وہ عورت مسئلہ پوچھ کر واپس آئی۔ اور آپ کو اس مسئلے کے متعلق آگاہ کیا تو اس کے بعد آپ کو بہت افسوس ہوا اور آپ نے فقہ کی طرف توجہ دی اور پھر اپنے استاد کے حلقہ درس میں شمولیت اختیار کی۔ اور اس طرح آپ ایک بہت بڑی فقیہ اعظم بن گئے۔

استنباط مسائل میں آپ کا منہج

امام ابو حنیفہ کا مسائل کے استنباط میں ایک خاص منہج اور طریقہ کار تھا۔ کوئی مسئلہ جب بھی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تو سب سے پہلے آپ اس مسئلے کا حل قرآن میں تلاش کرتے اور اگر آپ کو قرآن میں حل نہ ملے تو پھر آپ حدیث کی طرف رجوع کرتے اور اگر حدیث میں حل نہ ملتا تو آپ صحابہ کرام اور قیاس کی طرف دھیان دیتے۔ امام ابو حنیفہ حدیث کے معاملے میں بھی نہایت عرق ریزی سے کام لیتے آپ حدیث میں قوی، ضعیف، منقطع کو بھی دیکھتے۔ اس کے علاوہ مسائل کے استنباط میں مذکورہ ترتیب کے ساتھ استحسان اور ضرورت زمانے کو بھی پیش نظر رکھتے تھے۔

قیاس اور استحسان

قیاس

احناف کا زیادہ تر رجحان دلائل اربعہ میں سے قیاس کی طرف زیادہ ہے اور انہوں نے اکثر مسائل کا حل قیاس کے ذریعے ہی دیا ہے۔

استحسان

امام ابو حنیفہ کے اجتہادی ماخذ میں سے ایک اہم ماخذ استحسان کا ہے استحسان کا مطلب ہی یہی ہے کہ احکام میں لوگوں کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے لیے آسانی چاہنا اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا: میں تمہارے لیے آسانی چاہتا ہوں اور حدیث میں بھی یہی ارشاد ہے:

"تمہارے لیے بہترین طریقہ آسانی ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے امام ابو حنیفہ نے بھی استحصان پر عمل کیا ہے۔"[xi]

علمی اور فکری سطح پر بھی اگر فقہ حنفی کو پرکھا جائے تو اس بات کا بخوبی ندازہ ہو جاتا ہے کہ فقہ حنفی نے انسانی قانون کو خصوصاً بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ دنیا اسلام کے جتنے بھی دینی اور قانونی مراکز ہیں ان میں فقہ حنفی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے جتنے بھی مسائل ہیں ان کو سلجھانے کے لیے بھی فقہ حنفی سے ہی استفادہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کی مسلمان فقہ حنفی سے ہی استفادہ حاصل کر کے حلال و حرام کے امور بھی متعین کرتے اور اپنے تمام مسائل کا حل پاتے ہیں۔[xii]

ویسے تو امت میں بے شمار مکاتب فقہ ظاہر ہوئے ہیں اور انھوں نے جبین امت کو منور کیا لیکن ان سب میں سے امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ لیکن ان چاروں اماموں میں سے جو شہرت امام اعظم کو ملی وہ کسی دوسرے کو نہ مل سکی۔ اس کی مقبولیت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فقہ حنفی انفرادی رائے نہیں بلکہ اجتماعی اور شورائی فقہ ہے۔[xiii]

آپ نے ہی اسلامی حکومت کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں فقہی قوانین کو مرتب کیا۔ آپ کے ہی مرتب کردہ قوانین کو "فقہ حنفی" رکھا گیا۔ یہ بھی بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بھی علم حاصل کیا۔[xiv]

یہی وجہ ہے جب مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی کے بجائے ظلم و جبر کا دور شروع ہوا تو ابو حنیفہ نے نہایت ہی ذہانت اور فطانت سے

ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کا اخلاقی اور مالی اعتبار سے ساتھ بھی دیا اور ان کی خفیہ طریقے سے حوصلہ افزائی بھی کی۔ آپ نے نہ صرف اس دور کے تمدنی وسیاسی حالات کے حوالے سے اجتہاد کیا ہے بلکہ عدلیہ کی خود مختاری اور آزادی کے لیے جدوجہد بھی کی ہے۔[xv]

امام ابو حنیفہ کے تمام سیاسی نظریات اور خدمات کتاب اللہ، سنت رسول اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنھم پر مبنی ہیں۔ کسی بھی حکمران کو اگر سیاست کا عہدہ ملے تو وہ قرآن اور سنت سے بے نیاز ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن ابو حنیفہ کو جو بھی مسئلہ پیش آتا وہ اپنے اس مسئلہ کا حل قرآن و سنت سے تلاش کرنے کی کوشش کرتے وہ اپنے اسی طریقہ استنباط کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اگر میرے پاس کوئی مسئلہ آئے تو سب سے پہلے اس کا حل میں قرآن میں تلاش کرتا ہوں۔ پھر حدیث سے تلاش کرتا ہوں اور حدیث میں بھی وہ لیتا ہوں جو ثقہ راویوں سے مروی ہوں۔ اگر حدیث میں بھی نہ ملے تو پھر صحابہ کرام کی طرف رجوع کرتا ہوں ان میں سے جس کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں جس کو نہ چاہوں نہیں لیتا لیکن جب بات ابن سرین، ابراہیم، شعبی تک پہنچتی ہے تو پھر مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ جس طرح ان حضرات نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کروں۔

یہی وجہ ہی کہ امام اعظم نے تمام مسائل کے حل کا طریقہ بتا کر آنے والے لوگوں کے لیے آسانی پیدا کر دی۔[xvi]

امام اعظم نے خود قرآن، حدیث اجماعی اور شورائی نظام کے مطابق فیصلے کر کے آنے والے لوگوں کو ایک راستہ دکھایا۔

نظام عدل کی اصلاح کے حوالے سے امام صاحب کا موقف

امام اعظم قضاء کے عہدے سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ وہ اس بات کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے دکھائی دیتے کہ ہر کوئی اس کے لیے اپنے آپ کو اہل سمجھ بیٹھے ان کے شاگرد نوح بن ابی مریم نے جب امام ابو حنیفہ سے خاص خاص مسئلے پوچھے تو امام اعظم نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ نوح تم قضا کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہو اور پھر جب نوح کو یہ عہدہ ملتا ہے تو انہوں نے امام اعظم کو خط لکھ کر آگاہ کیا تو امام اعظم کا جو جواب تھا وہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے کہا نوح تمہیں ایک بہت بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جس کو اٹھانے سے بہت سے لوگ عاجز ہوتے ہیں تم ایک ایسے شخص ہو جو کہ سمندر میں ڈوب رہے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اس سے نکلنے کا راستہ تلاش کرو۔[xvii]

حدیث کی تحصیل

امام ابو حنیفہ نے اپنے استاد حماد کے زمانے میں ہی حدیث کی طرف توجہ دینا شروع کی۔ کیونکہ فقہ کے مسائل کی مجتہدانہ تحقیق جو امام اعظم کو مطلوب تھی وہ حدیث کی تکمیل کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ حدیث کے حصول کے لیے آپ نے کوفہ کے ہر ایک محدث سے حدیث سیکھیں۔

امام شافعیؒ نے ان کے شیوخ حدیث کے 93 نام ذکر کیے ہیں۔ جو کہ صرف کوفہ اور اس کے اطراف میں رہنے والے تھے۔ امام ابو حنیفہ کا شمار علم حدیث کے بہت بڑے بڑے محدثین میں ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی جب وہ حدیث کو بیان کرنے لگتے تو اس کے بیان کرنے میں نہایت ہی عرق ریزی سے کام لیتے۔[xviii]

حدیث کے بیان کرنے کے حوالے سے ہی یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفہؒ ثقہ ہیں یہ صرف وہ حدیث بیان کرتے ہیں جو ان کو صحیح یاد ہوتی ہیں اور وہ حدیث ہرگز بیان نہیں کرتے جو ان کو یاد نہیں ہوتی ہیں۔[xix]

ابو حنیفہ کے علمی اسفار

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابو حنیفہ کے خود اپنے گھر میں ہی اتنا ذخیرہ وافر تھا۔ اگر وہ اسی جگہ سے ہی علم حاصل کرتے تو پھر بھی علم میں کوئی کمی نہ آتی۔ لیکن اس کے باوجود حدیث کے حصول میں ان کی معلومات کا یہ حال تھا کہ امام شعبیؒ جیسے امام حدیث ان کو علم حدیث کی ترازو کہا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین نے اگرچہ تمام اسلامی شہروں کے سفر کیے ہیں۔ مگر روایت حدیث کے باب میں مکہ، مدینہ اور کوفہ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اس صورتحال کو پیش نظر رکھ کر آپ نے حدیث کے حصول کے لیے مختلف سفر کیے تاکہ آپ کے علمی خزانے میں مقامی ہی نہیں بلکہ بیرونی معلومات کا بھی سرمایہ ہو۔

امام اعظم کا سفر مکہ

کوفہ کے بعد ابو حنیفہ مزید حصول علم کے لیے مکہ کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ مکہ میں رہنے والے بہت سے اساتذہ ایسے تھے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے فیض یاب تھے اور پھر وہ آگے درس و تدریس کر رہے تھے۔ لیکن ان سب میں سے عطا بن ابی رباح کا حلقہ درس زیادہ مشہور تھا۔ اس کے حلقہ درس کے شہرت کی وجہ یہ تھی کہ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ نے ایسے بہت سے صحابہ کرام کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے اکتساب فیض ہوئے۔ جن کو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ ان حضرات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، اسامہ بن زید، جابر بن عبد اللہ اور ابو ہریرہ ہیں۔

لیکن ابو حنیفہ علم کے حصول کے لیے مکہ کی تمام درسگاہوں کا جائزہ لیتے رہے لیکن وہ کسی ایک سے بھی مکمل طور پر مطمئن نہ ہو سکے اور آخر کار وہ عطاء بن ابی رباح کی درسگاہ میں پہنچے اور ان کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔

مدینہ منورہ کا سفر

امام اعظم مکہ میں ایک اعلیٰ مقام پانے کے بعد حصول علم کے لیے مدینہ منورہ کا رخ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مدینہ میں یہ حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بصرہ کا سفر

امام ابو حنیفہ نے حصول حدیث کے لیے بصرہ کا بھی سفر اختیار کیا۔ آپ بصرہ میں کوئی ایک دفعہ نہیں بلکہ 20 مرتبہ گئے اور اکثر وہیں قیام بھی کرتے۔ ان کے حوالے سے حافظ عبد القادر قرشی نے بحوالہ یحیٰی بن شیبان خود امام صاحب کا یہ بیان نقل کیا۔ بصرہ میں میں بیس بار سے زیادہ گیا ہوں اور اکثر سال سے زیادہ وہیں قیام بھی کیا ہے۔

حجاز میں امام اعظم کے مشاغل

امام اعظم کو حجاز کے علماء کرام اور محدثین کرام کی مجالس سے بھی فائدہ اٹھانے کا ایک سنہری موقع ملا یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں نے ان سے متاثر ہو کر ان کو مجلسیں قائم کرنے پر مجبور کر دیا۔

اسی حوالے سے وزیر عبد اللہ بیان کرتے ہیں:

میں مکہ میں یا سین زیارت کو دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت میرے سامنے ہے اور وہ اونچی اونچی آواز سے یہ پکار رہی ہے۔ اے لوگو! ابو حنیفہ کی مجلس میں آیا جایا کرو اور ان کے علم سے مستفید ہوا کرو ان کی مجلس کو اپنے لیے ایک بہت بڑا قیمتی اثاثہ سمجھو کیونکہ اگر تم نے علم کے

سمندر کو کھو دیا تو سمجھ لو کہ تم نے علم کے تاریک اندھیرے میں چھلانگ لگادی جس سے تم کبھی واپس نکل نہیں سکتے۔[xx]

امام اعظم کے پاس علم کا وہ سمندر تھا جس سے دنیا اپنی پیاس بجھانے کے لئیے آپ کی طرف دھکیلتی چلی آتی رہی۔

امام اعظم کے اساتذہ

امام ابو حفص کبیر رحمہ اللہ نے جب امام اعظم کے استاد کو شمار کرنے کا حکم دیا تو جب شمار کیے تو ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ، امام شعبی رحمہ اللہ، ہشام بن عروہ رحمہ اللہ، اعمش، سماک بن حرب رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ یہ امام اعظم کے وہ اساتذہ ہیں جن سے وہ اپنی زندگی کے ایک طویل عرصے تک ان سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔[xxi]

وفات

ابو جعفر منصور نے اپنا دارالخلافہ بنانے کے لیے بغداد کا انتخاب کیا۔ تو اس نے ابو حنیفہ کو قتل کے بہانے سے کوفہ سے بغداد بلوایا کیونکہ حضرت حسن کی اولاد سے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن علی نے بصرہ میں ابو جعفر منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ابو حنیفہ ابراہیم کے بہت بڑے دلدادہ تھے اور اس کی مالی حوالے سے بھی بہت امداد کی۔ ابو جعفر منصور کو امام اعظم کی طرف سے یہ خطرہ تھا۔ چنانچہ منصور نے ان کو بغداد بلایا تاکہ قتل کرے۔ لیکن بلاوجہ قتل کرنے کی ہمت اس میں نہ پیدا ہو سکی تو اس نے ایک سازش کے تحت ان کو قضاء کا عہدہ پیش کرنا چاہا جو کہ امام اعظم نے لینے سے انکار کر دیا۔ امام اعظم کے انکار کی وجہ سے منصور نے انہیں قید میں بند کر دیا۔ لیکن قید میں بھی منصور کو سکون نہ ہو سکا کیونکہ امام اعظم کی تعلیم کے چرچے چار سو پھیلے ہوئے تھے۔ امام محمد نے قید میں ہی ان سے تعلیم حاصل کی۔ منصور کا خیال تھا کہ امام اعظم کو قید کر کے ان کی تعلیم کے سلسلے کو روکا جائے گا۔ لیکن وہ سلسلہ قید میں بھی نہ رک سکا۔ تو آخر کار اس نے بے خبری میں ان کو زہر دے دیا ۔جب زہر کا اثر ان کو ہونے لگا تو انہوں نے سجدہ کیا اور اسی حالت میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ 150 ہجری میں ان کی وفات ہوئی وفات کے وقت ان کی عمر 70 سال تھی۔[xxii]

یہی وجہ ہے کہ ایک عالم، فقیہ ہونے کے ناطے اپنے لیے کسی عہدے کو لینا باعث فخر نہیں سمجھتے تھے۔ اور ہمیشہ ایسے تمام کاموں سے دور رہے جن میں تھوڑی سی بھی انا ہو۔

کتاب کا تعارف

علم عقائد و کلام میں ایک نہایت ہی مختصر اور جامع کتاب جس کا نام الفقہ الاکبر ہے اس کتاب میں مسائل کو انتہائی علمی طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ امام اعظم کی اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب ہے ہے جس کی مثال ایسے ہے جیسے دریا کو کوزے میں بند کر دیا جائے۔ اگرچہ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے لیکن تمام تر اختصار اور اجمال کے ساتھ اسے عقائد پر ایک جامع تحریر مانا گیا ہے۔ امام صاحب نے اس میں عقائد کو بہت ہی جامع انداز میں بیان کر دیا۔ اور یہ رسالہ مختلف ممالک میں چھپ گیا۔[xxiii]

بعض حضرات نے اسے ابو حنیفہ کی کتاب تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے مثلاً ابو مطیع حضرت مفتی عزیز الرحمن وغیرہ۔[xxiv]

لیکن بہت سے ائمہ اسلام نے اسے امام صاحب ہی کی تصنیف و تالیف تسلیم کیا ہے مثلا الحکم بن عبداللہ البلخی، امام اسحاق بن محمد الحکیم السمرقندی، علامہ ابو المنتہی رحمہ اللہ، حافظ ابن ہمام رحمہ اللہ، علامہ ذہبی رحمہ اللہ، امام کردری رحمہ اللہ، علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ یہ سب

حضرت اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ الفقہ الاکبر ابو حنیفہ کی ہی کتاب ہے بریلوی حضرات کے مسلم عالم میں سے بھی مولوی احمد رضا خان بھی یہ کہتے ہیں کہ الفقہ الاکبر امام اعظم ہی کی تالیف ہے۔

الفقہ الاکبر کا منہج واسلوب

الفقہ الاکبر امام اعظم کی مختصر کتاب ہے جس میں مسائل کو نہایت علمی طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔

توحید:

سب سے پہلے امام ابو حنیفہ نے صفحہ نمبر 38 پر توحید کے متعلق اس بات کی وضاحت کی ہے۔ توحید کی ایک ایسی بنیاد جس پر اس عقیدے کی مضبوط عمارت قائم ہوتی ہے اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس بات پر انسان زبان سے اقرار کرے کہ میں اللہ پر، اس کے رسولوں پر، اس کے فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر، اور جو بھی اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہو اور روز محشر کے دن پر اور جنت اور دوزخ پر ایمان لاتا ہوں کیونکہ یہ ساری کی ساری باتیں سچ ہیں۔[xxv]

توحید کا مفہوم:

پھر توحید کے مفہوم کی وضاحت یوں کی ہے کہ اللہ تعالی یکتا ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا کائنات میں پیدا کی ہوئی تمام چیزیں اسی کی ہیں کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور نہ ہی وہ کسی چیز کے مشابہ ہو سکتا ہے یہ تمام چیزیں ایک دن فنا ہو جائیں گی لیکن وہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ رہے گا۔[xxvi]

ذاتی اور فعلی صفات

توحید کے بعد اس کی صفات کی وضاحت کی ہے کہ اس کی دو صفات ہیں۔ ایک ذاتی صفات اور دوسری فعلی صفات ہے ذاتی صفات میں اس کا ہمیشہ سے رہنا، دیکھنا، سننا، اس کی طاقت اور اس کا ارادہ شامل ہے۔ جبکہ فعلی صفات میں ایسی صفات شامل ہیں جس سے اس کا کوئی فعل ثابت ہو جیسے تخلیق کائنات، ارض و سما اور مخلوق کی تخلیق وغیرہ شامل ہے۔[xxvii]

صفات الٰہی کا ازلی ہونا:

اس کی صفات کا تعلق بھی اس کی ذات سے ہے جس طرح اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اور اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم ہیں اور ہمیشہ سے ہیں۔ اگر قدرت کے حوالے سے دیکھا جائے تو وہ بھی اسی کی طرح قدیم ہے تخلیق کی طرف دیکھا جائے تو وہ بھی اسی کی طرح قدیم ہے۔ فعل کے حوالے سے دیکھا جائے تو وہ بھی اسی کی طرح قدیم ہے۔ غرضیکہ اس کا ہر کام قدیم ہے ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔[xxviii]

قدامت صفات وذات باری تعالیٰ:

اللہ تعالی کی تمام کی تمام صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ مخلوق کی طرح ہوں کہ ایک وقت میں پیدا ہوں اور پھر کچھ وقت کے بعد فنا ہو جائیں بلکہ جو بھی شخص اس طرح کا گمان رکھے گا یا شک میں مبتلا ہو گا تو وہ اللہ تعالی کا منکر ہو گا۔[xxix]

قرآن مجید کلام اللہ:

اللہ تعالی کی آخری کتاب قرآن مجید ہے جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کی ہے۔ البتہ ہم جو اس کی تلاوت کرتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں اس کو لکھنے کے لیے جو قلم، روشنائی سیاہی کا استعمال کرتے ہیں وہ تمام مخلوق ہیں اور حادث ہیں۔ لیکن اللہ تعالی کا کلام غیر

مخلوق ہے۔[xxx]

قرآن میں مذکور غیر اللہ کا کلام

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے جتنے بھی پیغمبروں کا ذکر کیا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ہے اور پھر فرعون اور ابلیس کے جو بھی قصے بیان کیے ہیں۔ یہ ساری کی ساری باتیں اللہ تعالی کا کلام ہے جس میں ان کے متعلق خبر دی جارہی ہے اللہ تعالی کے اپنے کلام کا جہاں تک ذکر ہے وہ غیر مخلوق ہے البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر مخلوقات کا جو بھی کلام ہے وہ مخلوق ہے لیکن اللہ تعالی کا کلام غیر مخلوق ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

کلام اللہ اور کلام غیر اللہ:

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے کلام کو سنا تھا جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اس کی وضاحت یوں ہے کہ اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام اس وقت کیا تھا جب اس نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو بھی نہیں کی تھی۔ اللہ تعالی ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی خالق ہی تھا جس وقت اس نے کسی بھی چیز کو پیدا ہی نہیں کیا تھا لہذا اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو بھی کی تو اپنے کلام کے ساتھ ہی کی ہے جو اللہ تعالی کی صفت ہمیشہ سے ہے۔[xxxi]

یکتا صفات ربانی:

اس کی تمام کی تمام صفات مخلوقات کی صفات سے نمایاں اور اعلیٰ ہیں۔ کیونکہ انسان دیکھنے، سننے، بولنے اور چلنے میں دیگر مادی آلات کا محتاج ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے، سننے اور جاننے میں کسی محتاجی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ کیونکہ اس کا علم اور اس کی قدرت ایک وسیع اور لامحدود ہیں۔[xxxii]

عام تجسیم خدا تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ ایک شے ہے لیکن کائنات میں موجود جتنی بھی چیزیں ہیں ان جیسا نہیں ہے یعنی اس کا نہ تو کوئی جسم ہے اور نہ ہی کوئی حد ہے کہ کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ تمام کی تمام ایک دوسرے کے مثل ہو سکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کسی کے مثل نہیں ہے۔[xxxiii]

اللہ تعالی کے ہاتھ اور چہرہ کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور چہرہ ہے جیسا کہ اس نے قرآن میں خود اس کا ذکر کیا ہے لیکن انسان کے لیے ایسا سوچنا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور چہرہ ہماری طرح ہے ایسا سوچنا محال ہے کیونکہ ایسا عقیدہ معتزلہ کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور چہرہ اس کی ایسی صفات ہیں جن کے متعلق ہم نہیں جان سکتے۔[xxxiv]

قضاء وقدر:

اللہ تعالیٰ ہی چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے پیدا کرنے سے پہلے بھی ان کے بارے میں پورا پورا علم رکھتا تھا اور پھر اس نے ان کو پیدا کیا اور انہیں تکمیل تک پہنچایا۔ دنیا ہو یا آخرت ہر جگہ صرف اس کی مرضی اور حکم چلتا ہے۔ اس کے علم کے بغیر لوح محفوظ میں جو اس نے لکھا ہے اس سے ہٹ کر کچھ نہیں ہو سکتا اور نہ ہو گا۔ البتہ لوح محفوظ میں جو اس نے لکھا ہے وہ باعتبار وصف کے ہے نہ کہ حکم کے۔[xxxv]

وعدۂ ألست:

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو جب پیدا کیا تو اس کے بعد ان کی اولاد کو پیدا کر کے ان کو عقل و شعور عطا کیا اور ان سے خطاب کر کے انہیں ایمان لانے کا حکم دیا اور انہیں کفر سے باز آنے کا کہا اس طرح انہوں نے رب کے ہونے کا اقرار کر لیا اور کچھ ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کی اور ثابت قدم رہے۔ لیکن چند ایک جنہوں نے اپنی اس فطرت کو تبدیل کیا اور ایمان کو کفر سے بدل ڈالا اور کفر کی طرف پلٹ گئے۔[xxxvi]

ایمان اور فطرت:

اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو کفر اور ایمان پر مجبور نہیں کیا ہے۔ کیونکہ دین میں زبردستی کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے خیر اور شر کے دونوں راستے اس نے اپنے بندوں کو دکھائے ہیں ان راستوں سے اختیار کرنا یہ بندوں کو اپنا اختیاری فعل ہے۔ اس طرح بندہ جب کفر کے راستے پر چلتا ہے تو پھر بھی اللہ کو علم ہوتا ہے اور جب وہ ایمان کے راستے پر چلتا ہے تو پھر بھی اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے۔[xxxvii]

ارادہ و مشیت خداوندی:

بندوں کے تمام اعمال یعنی چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا جاگنا یہ اس کے خود کردہ ہیں۔ لیکن یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی مرضی ارادے کے تحت ہو رہے ہوتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری والے کاموں کے پیچھے اس کا حکم اس کی خوشی اور اس کی پسندیدگی تو شامل ہوتی ہے لیکن اس کی نافرمانی کے کاموں میں اس کا ارادہ تو ہوتا ہے۔ لیکن اس کی خوشی اور رضامندی شامل نہیں ہوتی۔[xxxviii]

عصمت انبیاء:

جتنے بھی انبیا کرام علیہ السلام ہیں وہ تمام کے تمام شرک، گناہ اور دیگر برائی کے جتنے بھی کام ہیں ان تمام کاموں سے پاک ہوتے ہیں۔ البتہ تقاضائے بشریت دنیاوی معاملات میں بعض اوقات ان سے بھول چوک سرزد ہو سکتی ہے۔[xxxix]

محمد ﷺ:

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول اور اس کے محبوب ترین بندے ہیں۔ آپ نے کبھی بھی بتوں کی پوجا نہیں کی اور نہ ہی کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے۔[xl]

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام:

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستیاں خلفائے راشدین کی ہیں۔ جن میں سب سے اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دوسرے نمبر پر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چوتھے نمبر پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور حق پر ثابت قدم رہے اور ہمیشہ حق کا ساتھ دیا۔ اور ان کے بعد صحابہ کرام ہیں۔ ایک سچا مومن ان سے بھی محبت اور عقیدت رکھتا ہے اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں ان کے مقام اور مرتبے کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔[xli]

ارتکاب کبائر:

مسلمان چاہے کتنا ہی بڑا گناہ کر لے وہ گناہ کے کرنے سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ہمارے نزدیک اسے کافر قرار دیا جا سکتا ہے البتہ ہمارے نزدیک وہ فاسق مومن ہو سکتا ہے لیکن کافر نہیں۔[xlii]

موزوں پر مسح اور تراویح:

موزوں پر مسح کرنا بھی سنت ہے اور رمضان المبارک کی راتوں میں تراویح پڑھنا بھی سنت ہے اور ہر نیک اور برے شخص کے پیچھے بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔[xliii]

گناہ بحالت ایمان:

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مومن اگر کوئی گناہ کرے تو وہ گناہ اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس گناہ کی بدولت جہنم میں جائے گا اور وہ ہمیشہ رہے گا چاہے وہ نافرمان ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ وہ اس دنیا سے حالت ایمان میں رحلت کر گیا ہو۔[xliv]

خوف ورجاء:

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری نیکیاں برائیوں کے مقابلے میں سبقت لے جائیں گی۔ جیسا کہ مرجئہ کا عقیدہ ہے۔ بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی انسان نیکی کا کام کرتا ہے اور اس میں برائی کو ملوث نہیں کرتا یہاں تک کہ اس دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے اس نیک عمل پر ضرور اجر دے گا ضائع نہیں کرے گا۔[xlv]

فسق وفجور:

شرک اور کفر دو سب سے بڑے گناہ ہیں۔ ان کے علاوہ چھوٹے گناہ کرنے پر انسان اگر بغیر توبہ کے ایمان کی حالت میں مر جاتا ہے تو اس کا فیصلہ اللہ کے پاس ہے۔ چاہے تو اس کو سزا دے چاہے تو وہ اس کو معاف کر دے۔[xlvi]

ریاکاری اور نیکیوں پر غرور:

کسی بھی عمل میں اگر دکھلاوا شامل ہو جائے تو وہ تمام اعمال کو خراب کر دیتا ہے کیونکہ اس کی مثال اس طرح سے ہے۔ اگر کسی عمل کو غرور کے ساتھ سرانجام دیا جائے وہ عمل تباہی کا سبب بنتا ہے۔[xlvii]

خلاقیت ورزاقیت باری تعالی:

اللہ تعالیٰ دنیا میں موجود چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے بھی وہ صفت خلق سے متصف تھا۔ اسی طرح وہ اپنے بندوں کی تمام ضرورتوں کو پوری کرنے سے پہلے بھی وہ صفت رزاقیت سے متصف تھا۔[xlviii]

رویت باری تعالی:

آخرت میں بندوں کو اپنے رب کا دیدار ہو گا اور اللہ کے نیک بندے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اس دن اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی مسافت رکاوٹ نہیں ہو گی۔[xlix]

ایمان اور اسلام:

اسلام اللہ تعالی کے احکامات کو تسلیم کرنے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کا نام ہے۔ جب کہ دین ایمان اسلام اور تمام شرعی احکامات کے مجموعے کا نام ہے۔[1]

معرفت اور عبادت باری تعالیٰ:

اللہ تعالی نے اپنی کتاب قرآن مجید میں خود اپنی مکمل صفات بیان کر دی ہیں۔ جس کو پڑھنے کے بعد ہم اللہ کی مکمل معرفت حاصل کر

سکتے ہیں۔ مگر کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کی اس طریقے سے مکمل عبادت نہیں کر رہا ہے۔ جس طرح سے اس کی عبادت کرنے حق ہوتا ہے۔ البتہ وہ اس کے حکم کی فرمابرداری کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے رسول کے ذریعے اس کو حکم دیا ہے۔[li]

تمام مومنین کا ایمان یکساں ہے:

تمام مومن اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنے میں اس پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی محبت، خوشی اور پر امید جیسے تمام امور میں ایمان کے لحاظ سے یکساں ہوتے ہیں۔ البتہ ان تمام امور کے سوا دیگر اعتبارات سے مختلف مقامات پر فائز ہوتے ہیں۔[lii]

گناہوں کی سزا:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنا فضل اور کرم کرنے والا ہے اور وہ اپنے بندوں کو اچھے کام کرنے پر کئی گنا زیادہ اجر دیتا ہے۔ اور بعض اوقات ان سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر وہ اتنی ہی سزا دیتا ہے جتنا اس سے گناہ سرزد ہوا ہے۔ اور کبھی کبھار وہ اپنے فضل و کرم سے اسے معاف بھی کر لیتا ہے۔[liii]

شفاعت انبیاء کرام:

انبیاء کرام علیہ السلام کی شفاعت برحق ہے۔ اور نبی پاک ﷺ تمام مومنین اور امت کے گنہگار لوگوں کے لیے بھی شفاعت کریں گے اور ان کے وسیلے سے ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں بھیجا جائے گا اور یہ بات حق ہے اور ثابت شدہ ہے۔[liv]

قیامت کا دن اور حساب و کتاب:

یہ حق ہے کہ قیامت کے دن ترازو کے ذریعے انسان کے اعمال کو تولا جائے گا۔ اور جس کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے اس کو اجر ملے گا اور جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی اسے سزا دی جائے گی۔ نیکیوں کی جزا دینا اور برائیوں کی سزا دینا یہ بات بھی حق ہے اور نبی پاک ﷺ کا حوض کوثر بھی حق ہے۔[lv]

ہدایت اور گمراہی منجانب اللہ ہے:

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے ہدایت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔[lvi]

جنت اور جہنم:

جنت اور جہنم بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ چیزیں ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی ہیں اور بندوں کے جس طرح کے اعمال ہوں گے اسی بنا پر وہ اس کا حقدار ہو گا اگر اچھے اعمال ہوئے تو جنت میں اور اگر برے اعمال ہوئے تو اس کی بنا پر جہنم میں ڈالا جائے گا اور یہ ازل سے ہیں اور اب تک رہیں گے۔[lvii]

شیطان اور سلب ایمان:

یہ کہنا درست نہیں ہو سکتا کہ شیطان کسی بھی شخص سے زبردستی اس کا ایمان چھینتا ہے بلکہ یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ شیطان انسان کو غلط کاموں کی طرف مائل کرتا رہتا ہے اور جب انسان اس کے راستے پر چلتا ہے اور غلط کام کرتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کا ایمان اس سے زائل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تب شیطان بھی اس کا ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔[lviii]

منکر نکیر اور عذاب قبر: منکر نکیر دو ایسے فرشتے ہیں جو انسان کی موت کے بعد قبر میں اس سے سوال جواب کرتے ہیں۔ اور جب

انسان مرتا ہے تو اس کے جسم میں روح کو دوبارہ لوٹایا جاتا ہے اور فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں اور قبر کا عذاب خواہ مومن ہو یا کافر دونوں کے لیے ہے اور یہ حق ہے اور ایسا ہوتا ہے۔[lix]

قرآن مجید کی آیات فضیلت میں برابر ہیں:

اللہ تعالی نے قرآن مجید کو اپنے آخری پیغمبر نبی پاک ﷺ پر نازل کیا اور اس میں موجود جتنی بھی آیات ہیں وہ تمام کی تمام اللہ تعالی کی عظمت اور جلالت اور فضیلت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ جیسے آیت الکرسی ہے اور اس میں اللہ تعالی کی عظمت اور جلالت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس طرح بعض آیات ایسی ہیں جس میں اللہ تعالی کے کلام کا ہونا ہی کافی ہے۔ جیسے کہ بعض آیات میں کفار کے حوالے سے آگاہ کیا گیا ہے اور ان کفار کو کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالی کے جتنے بھی نام اور اس کی صفات ہیں وہ فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں ہم ان میں کوئی فرق نہیں کر سکتے۔[lx]

اولاد رسول:

نبی پاک ﷺ کی اولاد کی تعداد چھ ہے۔ جن میں سے ان کے تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ بیٹوں کے نام قاسم، طاہر اور عبد اللہ ہیں جو کہ کم عمری میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور بیٹیوں کے نام زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ ہیں۔[lxi]

واقعہ معراج:

معراج کی روایت بھی بالکل سچ ہے اس کے بارے میں جو بھی شخص انکار کرتا ہے یا شک میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بدعتی اور گمراہ ہو گا۔[lxii]

علامات قیامت:

قیامت کی چند علامتوں کے بارے میں بتایا گیا ہے جیسے دجال کا ظہور ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، آسمان سے حضرت عیسی علیہ السلام کا نازل ہونا یہ تمام علامتیں بالکل سچ ہیں اور ہو کر رہیں گی۔ اور ان تمام علامتوں کا ذکر بھی صحیح حدیث میں آیا ہے۔ یہ اللہ تعالی کا ہی فضل ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کے راستے پر چلاتا ہے۔[lxiii]

نتائج

درج بالا تحقیق سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کے فقہ حنفی ایک ایسا مذہب ہے جس کے پاس ایک طرف حدیث کا وافر ذخیرہ موجود ہے تو دوسری طرف تمام علمی اور فقہی مسائل کا حل موجود ہے۔ فقہاء نے تمام مسائل کو باقاعدہ دلیل سے حل کر کے عوام کے لیے آسانی پیدا کی ہے۔ لیکن سب سے بڑا اعزاز یہ امام اعظم ابو حنیفہ کے حصے میں ہی آتا ہے۔ ایک نہایت اعلی درجے کی فہم و بصیرت، عقل و دانش کے ماہر، اللہ تعالی کے خزانے علم و حکمت کا سمندر، حدیث کے استنباط و استخراج، تدبر و تفکر، تقوی کی صفت سے مزین یہ تمام صفات امام اعظم ابو حنیفہ میں موجود تھیں کہ کس طرح انہوں نے اپنے ایک مختصر سے رسالے میں مسائل کو کیسے جامع انداز میں بیان کر دیا یہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر ان کے مقابل کوئی دوسرا امام ان کے بعد نہ پیدا ہو سکا۔ آپ کی شخصیت کے متعلق پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے وصال کے بعد دقیق اور پیچیدہ مسائل پیدا ہونے پر امت آپ کو یاد کر کے آپ کی فقہی خدمات سے استفادہ کرتی رہے گی۔

مصادر و مراجع

[i] ۔ محمد الیاس گھمن، شرح الفقہ الاکبر (دار الایمان 87 جنوبی لاہور روڈ، سرگودھا، 2021ء) ص:19

[ii] ۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت، الفقہ الاکبر (فیصل مسجد اسلام آباد پروگیسو بکس:40 اردو بازار، لاہور، اکتوبر 1998ء) ص:15

[iii] ۔ شیخ محمد ابو زہرہ، حیات حضرت امام ابو حنیفہ (کشمیر بکڈپو چنیوٹ بازار، فیصل آباد، 1983ء) ص:115

[iv] ۔ مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، سیرت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (انس پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2015ء) ص:62

[v] ۔ خورشید عالم صاحب استاد دارالعلوم دیوبند، مسند امام اعظم (شمع بک ایجنسی، لاہور) ص:4

[vi] ۔ حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب، امام اعظم ابو حنیفہ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات (تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین، مدنی کالونی بائس بے روڈ کریکس، ماڑی پور کراچی) ص:13

[vii] ۔ صدر الائمہ الامام الموفق بن احمد مکی، مناقب امام اعظم (مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، 1999ء) ص:266

[viii] ۔ شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (الممتاز پبلی کیشنز، لاہور، 1999ء) ص:219

[ix] ۔ مولانا محمد صاحب جوناگڑھی، امام محمدی (اہل حدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن، دسمبر 2000ء) ص:48

[x] ۔ حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی، سوانح امام اعظم (ضیاء القرآن داتا دربار روڈ، لاہور، نومبر 1999ء) ص:112

[xi] ۔ عبد الرحمن قاسمی، امام اعظمی کی فقہی خدمات (بشن پور وا مغربی چمپارن بہار) ص:22

[xii] ۔ ڈاکٹر محمد طفیل، امام ابو حنیفہ آثار و خدمات (فکر و نظر اسلام آباد، جلد:36 شمارہ:02) ص:94

[xiii] ۔ امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر الفرغانی، الھدایۃ (اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور، ستمبر 2013ء) جلد: اول، ص:29

[xiv] اسلامیات جماعت ششم، آزاد جموں و کشمیر ٹیکسٹ بک بورڈ مظفر آباد (تعلیمی سال 2023 کے مطابق)، ص:130

[xv] شبلی نعمانی، سیرت النعمان امام اعظم (مکتبہ صدیقیہ) صفحہ:132

[xvi] الموفق المکی، مناقب امام ابی حنیفہ، حیدر آباد، جلد دوم، ص:83

[xvii] ایضاً ص:110

[xviii] علامہ محمد لیاقت علی رضوی، شرح فقہ اکبر (اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور، جنوری 2017ء) ص:31

[xix] پروفیسر ڈاکٹر عبد الحمید خان عباسی، اصول تحقیق (نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد 2021ء) ص:53

[xx] محمد اکرم، حضرت امام ابو حنیفہ کے علمی اسفار (العلمہ، جلد:03 شمار:10 جنوری.....جون 2019ء) ص:82

[xxi] حوالہ سابق شرح فقہ اکبر ص:33

[xxii] ایضاً ص:38

[xxiii] سابق امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، الفقہ الاکبر ص:23

[xxiv] امام ابو حنیفہ، فقہ اکبر وابسط (لاہور، محمد ریاض درانی، یکم رمضان 1430ھ) ص138

[xxv] سابق امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، الفقہ الاکبر (فیصل مسجد اسلام آباد پروگیسو بکس:40 اردو بازار، لاہور، اکتوبر 1998ء) ص:38

[xxvi] ایضاً ص:41

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

[xxvii] ایضاً ص:43

[xxviii] ایضاً ص:45

[xxix] ایضاً ص:47

[xxx] ایضاً ص:48

[xxxi] ایضاً ص:50

[xxxii] ایضاً ص:50

[xxxiii] ایضاً ص:54

[xxxiv] ایضاً ص:56

[xxxv] ایضاً ص:58

[xxxvi] ایضاً ص:60

[xxxvii] ایضاً ص:68

[xxxviii] ایضاً ص:70

[xxxix] ایضاً ص:72

[xl] ایضا ص:74

[xli] ایضا ص:76

[xlii] ایضا ص:78

[xliii] ایضا ص:81

[xliv] ایضا ص:82

[xlv] ایضا ص:84

[xlvi] ایضا ص:86

[xlvii] ایضا ص:88

[xlviii] ایضا ص:90

[xlix] ایضا ص:93

[l] ایضا ص:94

[li] ایضا ص:99

[lii] ایضا ص:101

[liii] ایضا ص:103

[liv] ایضا ص:105

[lv] ایضاص:107

[lvi] ایضاص:108

[lvii] ایضاص:110

[lviii] ایضاص:111

[lix] ایضاص:113

[lx] ایضاص:115

[lxi] ایضاص:122

[lxii] ایضاص:124

[lxiii] ایضاص:128